Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:11 (1982)

روضات الجنان وجنات الجنان

ڈاکٹر محمد ریاض

روضات الجنان وجنات الجنان، دسویں صدی ہجری کے ایک مصنف حافظ حسین کربلائی تبریزی (م ۹۹۷ھ) معروف بہ ابن الکربلائی کی ایک عربی آمیز فارسی کتاب ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے صفحات کی تعداد پندرہ سو کے لگ بھگ ہے۔ یہ کتاب تہران کے ادارے "بنگاہ نشر و ترجمہ کتاب" کے ذریعے طبع ہوئی مولف نے کتاب کے مخطوطوں کی مدد سے جو کہ ایران اور ترکی میں موجود تھے مرتب کیا اور اس پر تعلیقات و حواشی بھی لکھے۔ تدوین و تصحیح میں مصنف کی ایک غیر مطبوعہ بیاض سے بھی استفادہ کیا گیا

ابن الکربلائی ایک درویش اور فاضل شخص تھے۔ وہ مدتوں ترکی اور بلادِ عرب میں مقیم رہے۔ مدون کتاب مرزا جعفر سلطان القرائی ایک فاضل شخص ہیں۔ وہ کئی یورپی زبانوں کے علاوہ ترکی اور عربی بھی بخوبی جانتے ہیں۔ ان کی مادری زبان فارسی ہے۔ میں ۱۹۶۸ء میں چند بار ان سے ملا تھا۔ ان کا ذاتی کتب خانہ نادر مطبوعات اور مخطوطات سے مزین ہے۔

روضات الجنان، ظاہری طور پر ان صحابۂ کرام، تابعین عظام، صوفیائے کبار اور ادباء و شعرا کے حالات اور کمالات کے ذکر پر مشتمل ہے جو تبریز اور اس کے مضافات جیسے سرخاب، چرنداب اور گجیل وغیرہ میں مدفون ہیں۔ مقدمے اور اختتامیہ کے علاوہ کتاب حسب ذیل آٹھ روضوں پر مشتمل ہے:

۱۔ صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام کے مزارات (۲) سرخاب کے مقابر (۳) چرنداب کے مزارات (۴) گجیل میں قبرستان عرفا (۵) اندرون تبریز میں قبور اکابر (۶) نواح تبریز میں

مدفون اکابر (۷) مخدوم بدرالدین احمدی کے مفصل حالات (۸) سلسلہ ذہبیہ کے عرفاء کے حالات۔

مقدمے میں مومنین اور مومنات کے لئے زیارت قبور کے آداب اور فوائد کا ذکر ہے جب کہ اختتامیہ میں نبوت، رسالت اور ولایت کے فرق و امتیاز کو واضح کیا گیا ہے مگر اس کتاب کے مرکزی عنوانات کے علاوہ، ضمنی مباحث بڑے معنی خیز اور توجہ طلب ہیں۔ اس طرح اس کتاب میں سیرتِ رسول، تاریخ صحابہ و تابعین، تاریخ صوفیائے کرام اور سلاسل تصوف کے علاوہ بعض اہم معلومات مل جاتی ہیں۔ مولف ایک محقق شخص تھا۔ اس نے اہم عربی اور فارسی کتابوں کے حوالے دیئے۔ وہ اپنے اور دوسروں کے بڑے دلپذیر اشعار بھی نقل کرتا اور بات سمجھاتا ہے۔ کتاب کے اہم حصوں کا اجمالی تعارف اہل علم کے لئے استفادہ کا پہلو رکھتا ہے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ مطبوعہ صورت میں جلد اول پانچ روضوں پر مشتمل ہے اور باقی تین مفصل تر روضے دوسری جلد میں ملتے ہیں۔ ہر روضے میں مولف نے بات سے بات نکالنے کی کوشش کی ہے۔

روضۂ اول میں تبریز کی قدیم تاریخ کا بیان ہے۔ اسلامی دور میں یہ شہر خلیفہ ہارون الرشید عباسی کی اہلیہ زبیدہ خاتون کے حکم اور توجہ سے بسایا گیا تھا۔ اس روضہ میں مندرجہ ذیل صحابۂ کرام اور تابعین کے مزارات کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ان کے مختصر کوائف زندگی اور ان مہمات کا بھی جن کی وجہ سے یہ حضرات اس طرف آئے اور نواح تبریز میں فوت ہوئے ہیں:

اسامۃ بن شریک الثعلبی الذبیانی، امیر مضر بن عجیل، ابو دجانہ انصاری، فرقد بن زید، ابو محجن ثقفی، احمد چپ، امیہ بن عمرو بن امیہ اضمری، حارث بن امیہ، سہراب، عکاشہ، عبداللہ الامین اور امیر علی چپ رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ علیہم۔

اس روضے کی ضمنی بحثیں کئی ہیں جیسے صحابی اور رتبہ اصحاب رسول، خواب و رویا اور رویائے صادقہ کی اہمیت، روایت احادیث رسول اور مکتوبات نبوی۔ آخری بحث کو ہم اردو میں ترجمہ کرتے ہیں (روضات الجنان جلد اول صفحہ ۳۸ تا ۴۰) آپ ملاحظہ کریں گے کہ بعض معمولی تسامحات

کے باوجود، مکتوبات نبوی کے بارے میں مصنف کتاب کو کس قدر جامع معلومات حاصل تھیں۔

مکتوبات نبوی

"حضرت امیہ بن عمرو بن امیۃ الضمری، نامور علماء میں سے تھے۔ ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نامۂ مبارک دے کر آپ کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس بھیجا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ مذکورہ سال کے آخر میں رسول پاک نے دعوت دین کے سلسلے میں چھ بادشاہوں اور حاکموں کو مکتوبات بھیجے تھے۔[1] پہلا خط وہی تھا جس کا ذکر کیا گیا یعنی نجاشی شاہ حبشہ کے نام۔ دوسرا مکتوب قیصر روم ہرقل کے نام تھا۔ تیسرا مدائن کے حاکم خسرو پرویز کے نام تھا اور چوتھا شاہ اسکندریہ مقوقس کے نام۔ پانچواں نامہ نبوی والی شام حارث بن ابی شمر غسانی کے نام لکھا گیا تھا جبکہ چھٹے خط کا مخاطب یمامہ کا حاکم ہوذہ بن علی حنفی تھا۔ نجاشی کے نام خط کو امیہ بن عمرو بن امیۃ الضمری لے گئے۔ دحیہ کلبی ہرقل کے پاس گئے، خسرو پرویز کے نام مکتوب کو عبداللہ بن حذافہ سہمی لائے مقوقس کو حاطب بن ابی بلتعہ نے خط پہنچایا، حارث کے ہاں شجاع بن رجب اسدی گئے تھے اور ہوذہ کے ہاں سلیط بن عمرو عامری۔

نجاشی نے جب آنحضرت کا نامہ مبارک پڑھا، تو فوراً ایمان لے آیا۔[2] ہرقل اگرچہ دین محمدی کو حقیقت حقہ جانتا تھا مگر سیرت رسول پر لکھنے والوں کی اکثریت کے بقول اسے دین اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ خسرو پرویز نے جب دیکھا کہ خط میں حضرت محمد کا نام اس کے نام کے اوپر لکھا ہوا ہے تو اسے بے حد غصہ آیا اور اس نے نامۂ نبوی کو چاک کر دیا:

دریدہ آن نامہ گردن شکن را — نہ نامہ بلکہ نام خویشتن[3]

یمن میں باذان اس کی طرف سے حاکم تھا۔ خسرو پرویز نے اسے پیغمبر خدا کا پتہ لکھا۔ حجاز کا یہ شخص پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا تجھے چاہیئے کہ دو آدمیوں کو وہاں بھیجے کہ اسے گرفتار

کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے اس ناروا حکم کے مطابق بانویہ اور خرخرہ نام کے دو افراد کو مدینہ منورہ بھیجا۔ یہ دونوں محفل رسول میں پہنچے اور بولے، ہمیں خسرو پرویز کے حکم کے مطابق باذان نے یہاں بھیجا ہے تاکہ آپ کو مدائن لے جائیں، آپ براہ کرم اس حکم کے مطابق ہمارے ساتھ چلے چلیں باذان آپ کے سلسلے میں خسرو پرویز کو ایک تعریفی اور سفارشی خط بھی لکھے گا۔ رسول پاک ان کی پریشان گفتاری سے محظوظ ہوئے اور تبسم فرمایا، آپ آج آرام کریں میں کل تک تمہاری بات کا جواب دوں گا۔ دوسرے دن جب یہ قاصد دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو انہیں فرمایا باذان سے جا کر کہہ دو کہ میرے پروردگار کے حکم سے خسرو پرویز کل رات قتل ہو گیا اور اس کا بیٹا شیرویہ اب تخت نشین ہے۔ باذان کو کہو کہ اگر وہ دین اسلام قبول کرے تو ہم یمن کی حکومت اس کے حوالے کریں گے۔ قاصد یہ باتیں سنتے رہے اور دربار نبوی کے رعب و جلال کی بنا پر کچھ جواب نہ دے سکے۔ انہوں نے یمن پہنچ کر باذان کو سارے حالات بتائے۔ اس نے جب خسرو پرویز کے قتل کی اطلاع کو اس طرح موصول کیا جیسا کہ زبان رسالت مآب کے ذریعے سے سنی تھی تو وہ فوراً ایمان لے آیا۔

مقوقس نے نامہ نبوی کا احترام کیا اور قاصد کو بعض تحائف اور نذرانے دیئے کہ دربار نبوی میں پیش کرے، مگر ملت بیضاء میں شامل ہونے سے وہ بھی منکر ہی رہا۔ اس طرح حارث ابن شمر بھی خیر البشر کی لائی ہوئی شریعت کو قبول نہ کر سکا اور کفر و ضلالت کی حالت میں مرا ہوذہ بن علی حنفی نے سلیط بن عمرو کا احترام و اکرام کیا۔ نامہ نبوی کا جواب بھی نرمی سے دیا مگر اسلام قبول کرنے کی سعادت سے وہ بھی محروم رہا۔ ظاہر ہے کہ جملہ قاصدان نبوی میں عمرو بن امیہ الضمری کی طرح کامیابی کسی کو نصیب نہ ہوئی تھی۔

روضہ دوم کے ضمنی مضامین میں سلاطین سلاجقہ صوفیہ ملامتیہ، صحو و سکر اور اولاد حضرت علی کا ذکر اور کئی دوسرے فروعی امور ملتے ہیں۔ سرخاب کے مقابر میں مولانا محمد شیریں مغربی،

خواجہ عبدالرحیم خلوتی، مولانا نظام الدین کجی غوری، شیخ حسن بلغاری، نخجوانی، مولانا نجم الدین طارمی، خواجہ ہمام الدین تبریزی اور خاقانی شروانی وغیرہم جیسی شخصیتیں دفن ہیں۔ ہمام اور خاقانی کے اشعار کا خاصا طویل اقتباس بھی منقول ہے۔ مصنف کی منثور اور منظوم کتابوں کے حوالے دیتا ہے یوں بھی استناد کی خاطر وہ سعدی، رومی، محمود شبستری، امیر خسرو اور خواجہ حافظ وغیرہ کے اشعار نقل کرتا ہے۔

روضہ سوم کی تبعی بحثوں میں مرید و مرشد، وجد و حال، آداب سماع، فن کتابت و خطاطی اور خلفائے عباسیہ (ہاشمیہ) کا ذکر ہے۔ اس حصے میں مشہور شاعر سلمان ساوجی (م ۷۷۸ھ) کا بڑا مفصل ذکر ہے۔ شیخ علاؤالدولہ بیابانی سمنانی کا ایک مکتوب بنام مولانا تاج الدین کرکہری بھی اس روضے میں منقول ہے۔ اس قسم کے کئی نادر خطوط کتاب میں موجود ہیں۔ روضہ چہارم میں شیخ نجم الدین زرکوب[۲] (م ۷۱۲ھ) اور کئی دوسرے بزرگوں کا ذکر ہے جو گجیل میں مدفون ہیں۔ باقی بحثیں قلندریہ، اتابکان آذربائیجان اور جلوت و خلوت کے آداب کے بارے میں ہیں۔ کتاب کی جلد اول روضہ پنجم پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس روضے کی تبعیات میں امرائے فن باطن و ظاہر، عشق اور اس کے آداب اور حقیقت تکبر وغیرہ ہیں۔ یہ آخری بحث حضرت میر سید علی ہمدانی کی ذخیرۃ الملوک نام کی کتاب سے ماخوذ ہے (صفحہ ۵۴۰ تا ۵۶۴) اس روضہ میں سلطانیہ اور ربع رشیدی کے خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (م ۷۱۸ھ) نے قائم کیا تھا۔ مقابر اکابر کا ذکر ہے اور خواجہ اور ان کے فرزندوں کی رفاہی خدمات کا بیان۔

دوسری جلد کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

روضہ ششم میں شیخ خواجہ علی، شیخ سعید الدین محمود شیر اور خواجہ محمد کججانی کے مزارات اور بہ مناسبت ان کے حالات اور کارناموں کا بیان ہے۔ خواجہ محمد کججانی کے بارے میں لکھا جانے

والا تذکرہ شیخ گجی (مطبوعہ تہران ۱۳۲۶ ہش / ۱۹۴۷ء) اس کتاب کی معلومات پر مشتمل نظر آتا ہے شیخ محمود کے بارے میں یہاں کافی معلومات ملتی ہیں۔ مصنف کے بقول ان کی کتاب گلشن راز، کا نام ابتدائی صورت میں صرف گلشن تھا مگر شیخ کے ارادت مندوں نے اسے "گلشن راز" کہنا شروع کیا تھا۔ الحاد شیاطین اور اولیاء اللہ کی مخالفت ہوئی اس روضے کی ضمنیات میں روضہ ہفتم شیخ احمد الیحی موسوی (م ۶۱۱ھ) کے مفصل حالات پر مشتمل ہے مصنف اس کا مرید تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ۷۰۹ھ میں جب وفات پائی تو وہ کافی معمر ہوگا آداب مریدان اور اوصاف مشائخ اس روضے کی ضمنیات ہیں۔

روضہ ہشتم مفصل ہے اور کبروی ذہبیہ سلسلے کے بزرگوں کے سوانح حیات کے اعتبار سے بے حد اہم بھی ہے۔ شیخ اخی علی دوستی سمنانی، شیخ علاء الدولہ سمنانی، شیخ محمود مزدقانی رازی، شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی، خواجہ اسحاق ختلانی اور میر سید عبداللہ برزش آبادی کے حالات بالخصوص مفصل اور مستند ہیں۔ مصنف کے پیش نظر اہم اور اصلی منابع رہے ہیں۔ مثلاً علاء الدولہ سمنانی کے حالات میر اقبال شاہ سیستانی کے رسالہ "اقبالیہ" سے ماخوذ ہیں اور شاہ ہمدانی کے "خلاصۃ المناقب" مولفہ جعفر بدخشی (۸) مگر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے پیش نظر کئی ماخذ تھے۔ چنانچہ شاہ ہمدان اور امیر تیمور کے درمیان نبرد آزمائی کا جو ذکر اس کتاب میں ملتا ہے وہ خلاصۃ المناقب میں واضح طور پر مذکور نہ تھا۔(۹) کبروی صوفیہ کی کتب بالخصوص مصنف کے پیش نظر رہی ہیں اس روضے میں شیخ علاء الدولہ سمنانی اور شیخ عبدالرزاق کاشانی (دونوں متوفی ۷۳۶ھ) کے درمیان خط و کتابت کا بھرپور ذکر ملتا ہے۔ شیخ سمنانی نظریہ وحدت الوجود کے مخالف تھے اور شیخ کاشانی اس کے حامی اور شارح۔(۱۰)

ابتدا میں ہم نے صاحب روضات الجنان و جنات الجنان، ابن الکربلائی کے شاعر ہونے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ آخر میں ہم ان کے چند نعتیہ اشعار نقل کر دیں۔

احسن حسنے است اتصال محمد — الغض اشیاست انفعال محمد
روشنی آفتاب و ماہ چہ باشد — شمہ از پرتو جمال محمد
سایہ عرش بریں و چرخ مقرنس — ظل قلیلے است از ظلال محمد
آمہ اگر بر شما مصیبتے از دہر — یاد نمائید ز ارتحال محمد
رتبہ خادم ہمیں بس است کہ باشد — خادمے از خادمان آل محمد

پاکستان کی اہم لائبریریوں اور ایران کے خانہ ہائے فرہنگ وغیرہ میں یہ کتاب موجود ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مصنف دراصل دارالحکومت کا نام لے رہے ہیں حالانکہ خسرو پرویز عراق و عجم کا بادشاہ تھا اور مقوقس مصر کا۔

۲۔ پہلا مکتوب نبوی اصحمہ نجاشی کے نام سن ۶ھ میں نہیں سن ۷ھ میں صادر ہوا تھا مگر وہ دوسرا مکتوب ملنے پر ایمان لایا تھا۔ نجاشی اور اس کے جانشین کے نام تین مکاتیب رسول ملتے ہیں۔ دیکھیں ماہنامہ فکر و نظر بابت فروری ۱۹۷۹ء میں میرا مضمون حضرت رسالت مآب کے مکاتیب۔

۳۔ شعر از نظامی گنجوی۔

۴۔ بیضاء، روشنی اور سپیدی۔ علامہ اقبال کو مسلمانوں کے لئے "ملت بیضا" کی اصطلاح پسند تھی اور قدماء میں سے ابن الکربلائی نے بھی اسے استعمال کیا ہے۔

۵۔ مصنف اس فن کو حضرت آدم صفی اللہ اور بالخصوص حضرت ادریس سے منسوب کرتے ہیں۔

۶۔ دیکھیں ماہنامہ فکر و نظر بابت اکتوبر ۱۹۷۸ء میں میرے قلم سے ان کا تعارف۔

۷۔ ربع یعنی سرائے۔ خواجہ ہمدانی نے رفاہ عامہ کے لئے کئی مسافر خانے اور مہمان خانے بنوائے تھے۔

۸۔ ابن الکربلائی کی بیاض کے مطابق حضرت شاہ ہمدان دم ۷۸۶ھ کے اس مرید کا انتقال ۷۹۹ھ میں ہوا تھا۔